**امام ابوحنیفہؒ اورامام بخاریؒ کےفقہی واستنباطی اُصولوں کاعلمی وتحقیقی جائزہ**

**A Factual Overview of Imam Abu Hanifah (r.a) and Imam Bukhari's (r.a) jurisprudencial principles**

حارث اللہ[[1]](#footnote-1)\*\*

ڈاکٹرظفرحسین\*\*[[2]](#footnote-2)\*\*

***Abstract***

*Imam A‘zam Abu Hanifah Nu‘man ibn Thabit (r.a) is one of the four followed imams — Malik, al-Shafi‘i, Ahmad and Abu Hanifah (r.a).Among those issues upon which all of the people of knowledge from both the early and latter times are agreed is that these four jurists, and their likes from among the mujtahid imams whose followers have gradually died out, only derived fiqh issues (masa’il) and Shari‘ah rulings from the book of Allah Most High and the Sunnah of His Prophet (Allah bless him and grant him peace), and that which these two sources indicate towards such as consensus (ijma‘) and legal analogy (al-qiyas al-shar‘i) etc.The knowledge of the Book and the Sunnah are the basis of ijtihad and the process of deriving rules; it is because of this that the mujtahid jurists were leaders in the knowledge of the Noble Qur’an and the pure Sunnah because without these two core sciences it would not be possible for them to carry out ijtihad and derive rulings and masa’il. And because of this that when any person is designated as a mujtahid, then everyone understands that this person has a large amount and great portion of the knowledge of the Qur’an and Sunnah, However, in spite of all of this, we see some people speaking ill regarding the imam of the fuqaha and mujtahids Imam Abu Hanifah Nu‘man, and trying to misguide the people that he had no knowledge of the pure Sunnah and the hadiths of the Noble Prophet (Allah bless him and grant him peace) and, even if he did, then it was very little. And also saying that there is a big difference in between Imam Abu Hanifah (r.a) and Imam Bukhari's (r.a) jurisprudencial principles…etc. Now here we try to get a factual Overview of Imam Abu Hanifah (r.a) and Imam Bukhari's (r.a) jurisprudencial principles that may getaway so many misconception regarding these two great imams.*

***Key words:*** *Introduction, Quran, Sunnah, Consensus, Analogical, jurisprudence, Principle, Consequences.*

تعارفIntroduction

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ؒ(150ھ)[[3]](#endnote-1)،اور امام بخاری محمد بن اسماعیلؒ (256ھ)[[4]](#endnote-2)،ان چند خوش بخت اور نامور ہستیوں میں سے ہیں جو اپنے زمانے کے مایۂناز محدثین اور فقہاء و مجتہدین میں سےگزرے ہیں ،جب کہ امام ابو حنیفہؒ کی تفقہ تو اتنی مسلّمہ تھی کہ امام شافعی ؒ (204ھ)نے فرمایا :

"الناس عيال على أبي حنيفة(رحمۃ اللہ تعالیٰ) في الفقه"[[5]](#endnote-3)

یعنی سب ہی لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا کنبہ ہیں۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے تقریبا تمام ہی فقہاء انہی کے منہلِ عرفان سے سیراب ہوئے ۔ امام بخاری ؒ کو بھی چوٹی کے محدثین حضرات نے أمیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے نوازا ،اور آپؒ کی شہرہ آفاق کتاب جامع صحیح بخاری کےبارے میں بالاتفاقِ جمہور محدثین نےیہ تاریخی فیصلہ صادرفرمایا :

"أصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ الجامع الصحیح للإمام محمد بن إسماعیل البخاریؒ "[[6]](#endnote-4)

کتاب اللہ یعنی قرآن کےبعد سب سےصحیح کتاب امام بخاریؒ کی کتاب "الجامع الصحیح"ہے۔

اب یہ دوسری بات ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو جو شہرت بطورِ فقیہ و مجتہد کے حاصل ہوئی اتنی ہی شہرت امام بخاری ؒ کو بطور ِ محدّث کے ملی ،لیکن ان کے بارے میں کسی کا یہ بیان خوب قابلِ مذمت ہوگا جو ما قبل قضیہ کی عکس سے تعبیر کرتے ہوئے اِن امامین جلیلَین کی مرتبت کو گھٹانے کے قضیے باندھے ۔ذیل میں اِن دونوں ائمہ حضراتؒ کے فقہی اور اصولوں کا علمی وتحقیقی جائزہ پیش کیاگیاہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے اُصول ِ فقہ واجتہاد

حضرت امام صاحب ؒ اپنے اصولِ اجتہاد ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إني آخذ بكتاب الله إذا وجدته فما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات فإذا لم أجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذت بقول أصحابه من شئت وأدع قول من شئت ثم لا أخرج عن قولهم إلى قول غيرهم فإذا انتهى الأمر إلى إبراهيم النخعي والشعبي وابن المسيب وعدد منهم رجالا فإني أجتهد كما اجتهدوا"۔[[7]](#endnote-5)

یعنی میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں اگر اس میں حکم نہیں پاتا تو سنت ِ رسولﷺ کو لیتا ہوں ،اور اگر کتاب و سنت میں حکم نہیں پاتا تو حضرات صحابہ کرام  کے قول کو لیتا ہوں،ان میں سے جس کے قول کو چاہتا ہو ں لے لیتا ہوں اور جس کا قول چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں ،لیکن حضرات صحابہ کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کے قول کو نہیں لیتا،اور جب معاملہ ابراہیم نخعی،شعبی اورابن مسیب رحمھم اللہ تک (ان کے علاوہ اور نام بھی گنے )پہنچتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

واضح رہےکہ ائمہ احناف (کثّر اللہ سوادھم) استنباط واستخراجِ مسائل میں سب سےپہلے قرآن و سنت کو ہی سامنے رکھتے ہیں ،اورکسی بھی مسئلہ کاصراحتاً قرآن و سنت میں ہوتے ہوئے قیاس و اجتہاد نہیں کرتے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حدیث ِ مرفوع کے ساتھ ساتھ حدیث ِ موقوف اور مرسل کو بھی حجت مانتے ہیں ، اور خبر ِ واحد کے ساتھ ساتھ ضعیف حدیث کو بھی اجتہاد و قیاس پر مقدم رکھتے ہیں جس کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں کرتے۔[[8]](#endnote-6)

اسی سلسلہ میں ابن جوزی ؒ اما م صاحب ؒ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأصحاب أبی حنیفۃ رحمہ اللہ مجمعون علی أن مذھب أبی حنیفۃ أن ضعیف الحدیث عندہ أولی من القیاس والرای وعلی ذلک بنیٰ مذھبہ"۔[[9]](#endnote-7)

یعنی ابو حنیفہ ؒ کے شاگردوں کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ؒ کا مذہب یہ ہے کہ آپؒ کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس و رائے سے بہتر ہے ،اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔

امام صاحب ؒ کے اپنے مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں :

1. قرآنِ کریمQuran

2. سنت Sunnah

اب اس سلسلہ میں امام صاحب ؒ خبرِ واحد پر عمل کرتے ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ:

1: ألا يخالف راويه، فإن خالفه فالعمل بما رأى لا بما روى، لأنه لا يخالف مرويه إلا وقد اطلع على قادح استند فيه إلا دليل۔

راوی اپنی روایت کی مخالفت نہ کرتا ہو ،اگر اس کے مخالف ہوا تب عمل رؤیت پر ہوگا نہ کہ روایت پر کیونکہ وہ اپنی روایت کی مخالفت نہ کرے گا مگر اس صورت میں کہ جب اسے روایت میں کوئی عیب معلوم ہو۔

2: ألا يكون مما تعم به البلوى، فإن عموم البلوى يوجب اشتهاره، أو تواتره۔

روایت ایسی نہ ہو کہ جس سے اس کا عموم بلوی میں سے ہوناظاہرہو،کیونکہ عموم بلوی کے لیے شہرت اور تواتر لازمی ہے۔

3: ألا يخالف القياس، وأن يكون راويه فقيھا،فإذا توفرت هذه الشروط في خبر الواحد، ولو ضعيف الإسناد، فإنه يأخذ به، ويقدمه حتى على القياس، ولا يلتفت إلى سنده۔

قیاس کی مخالفت نہ کرتا ہو ،اور اس کا راوی فقیہ ہو،پس جب خبر واحد میں یہ شرائط پوری ہوں ،اگرچے ضعیف ہی کیوں نہ ہو ،اس سے اخذ کیا جائے گا،حتی کہ قیاس پر بھی وہ مقدم ہوگا،اور اس کی سند کی طرف التفات نہ کیا

جائے گا۔

4.ولا لكونه على وفق عمل أهل المدينة، أو خلافھم، بل مشهوراً عند فقھاء العراق، فإذا لم يكن كذلك اعتبره شاذاً، وذهب إلى القياس، وترك الحديث ولو كان صحيحا۔[[10]](#endnote-8)

اور بات یہ نہیں کہ خبر ِواحد اہل مدینہ کے عمل کے نہ موافق ہے یا مخالف بلکہ اصل تو یہ ہےکہ وہ فقہائےعراق کے نزدیک مشہور ہو،پس اگر ایسا نہ ہو تب ایسی روایت کو شاذ قراردیاجائےگا،اور قیاس کی طرف ذہاب ہوگا،اور حدیث کو ترک کیا جائے گا اگرچےحدیث صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

3. اجماع Consensus

4. اقوالِ صحابہ Sahaba’s Sayings

امام شاطبیؒ لکھتےہیں:

"ویطلق أیضا لفظ السنۃ علی ماعمل علیہ الصحابۃ وُجِدَ ذلک فی الکتاب أو السنۃ أو لم یوجد لکونہ اتباعاً لسنۃٍ ثبتت عندھم لم تنقل إلینا أو اجتھادا مجتمعاً علیہ منھم أو من خلفائھم، فإن إجماعھم إجماع وعمل خلفائھم راجع أیضا إلی حقیقۃ الإجماع من جھۃ حمل الناس علیہ حسبما اقتضاہ النظر"۔[[11]](#endnote-9)

نیز لفظ ’’سنت‘‘ کا اطلاق اُس چیز پر بھی ہوتا ہے جس پر صحابہؓ کا عمل پایا گیا ہو، چاہے وہ چیز کتاب و سنت میں ملے یانہ، یہ چیز اُس کی اِس حیثیت کے باعث کہ وہ ایک ایسی سنت کی اتباع ہو جو اُن (صحابہؓ) کے یہاں پایۂ ثبوت کو پہنچی ہو مگر ہم تک نقل ہونے میں نہ آئی ہو، یا ایک ایسا اجتہاد ہو جس پر اُن کا یا اُن کے خلفاء کا اتفاق پایا گیا ہو، کیونکہ اُن کا اجماع ہی (دراصل) اجماع ہے۔ جبکہ اُن کے خلفاء کا جو عمل ہے وہ بھی اجماع کی حقیقت ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور وہ اس جہت سے کہ لوگوں کو حسبِ اقتضائے نظر (خلفاء کی طے کردہ) اُس چیز پر باقاعدہ چلایا جاتا تھا۔

5.قیاسِ شرعی Analogical Reasoning

چنانچہ محمدحسن حجویؒ لکھتے ہیں:

"الحنفي أحوج إلى النظر من النقل والآثر، لإذا من قواعد مذهبه الأخذ بالقياس "۔[[12]](#endnote-10)

ایک حنفی نقل و اثر میں غور و فکر کا بہت محتاج ہوتا ہے،اسی بنا پر ان کے مذہبی قواعد میں سے اخذ بالقیاس ہے۔

اسی طرح علامہ بزدوی ؒ لکھتے ہیں :

"والأصل الرابع القیاس بالمعنی المستنبط من ھذہ الأصول ... وأما النوع الرابع فعلی وجھین فی حق الحکم و ھما القیاس والإستحسان"۔[[13]](#endnote-11)

اور چوتھا اصل قیاس ہے جو ان اصول (یعنی قرآن ، سنت اور اجماع)سے مستنبط ہوتا ہے...اور چوتھی قسم کے دو اقسام ہیں ایک قیاس اور دوسرا استحسان۔

6.استحسانApprobation

اس سلسلے میں بھی محمدحسن حجویؒ لکھتے ہیں:

"فقد ثبت عن أبي حنيفة أنه قال، استحسن وأدع القياس، وكذا ثبت عن صاحبه محمد بن الحسن، وذلك إذا وجد أثرا يخالف القياس يترك القياس، ويعمل بالاثر"۔[[14]](#endnote-12)

امام ابو حنیفہ ؒنے کہا :میں استحسان کو لیتا ہوں اور قیاس کو چھوڑتا ہوں ،اور اسی طرح ان کے شاگرد محمد بن حسن ؒسے بھی ثابت ہے، اور ایسا تب ہوتا ہے جب ایسا کوئی اثر (حدیث) پایا جائے جو قیاس کے مخالف ہو تب قیاس ترک کیا جاتا ہے،اور اثر پر عمل کیا جاتا ہے۔

7.حیلۂشرعی Legal Trick

علامہ حجویؒ لکھتے ہیں:

"ومن أصول أبي حنيفة( باب الحيل) ويسمونه المخارج من المضايق، وهو التحيل على إسقاط حكم شرعي، أو قلبه إلى أمر آخر... فالحيل علی ثلاثة أقسام:

(1) ملغاة بالاتفاق، كحيلة المنافق في إظهار الإسلام، وإخفاء الكفر، (2) وغير ملغاة اتفاقا: كمن نطق بكلمة الكفر وقلبه مطمئن بالإيمان لحقن دمه،

(3) والثالث ما لم يتبين فيه بدليل قطعي"۔[[15]](#endnote-13)

اور ابو حنیفہ کے اصولوں میں سےحیلۂ شرعی بھی ہے اور اسے تنگیوں میں سے نکلنے کا راستہ بھی کہا جاتا ہے،جوشرعی حکم کے ساقط کرنے کی تدبیر کو کہتے ہیں ،یا اس کو کسی دوسرے امر کی طرف پھیرنابھی کہا جاتا ہے ،پس حیلے کل تین اقسام پر مشتمل ہیں:

1.ملغاۃ بالاتفاق(یعنی ایسےحیلےجوبالاتفاق لغو ہیں): جیسے منافق کااسلام کوظاہر کرناکفر کو چھپانے کی غرض سے،

2.غیر ملغاۃ بالاتفاق(یعنی ایسےحیلےجوبالاتفاق لغونہیں ہیں) :جیسے کسی شخص کا کلمۂکفر بولنا اپنےخون کو بچانے کی غرض سے حالیکہ اسکا دل ایمان پر مطمئن ہو،

3.اور تیسری قسم حیلوں کی وہ کہ جو بغیر کسی قطعی دلیل کے واضح نہ ہو سکے۔

نیز علامہ ابن قیم ؒ لکھتے ہیں:

"والمقصود أن هذه الحيل لا یجوز أن تنسب إلى إمام، فإن ذلك قدح في إمامته، وذلك يتضمن القَدْحَ في الأمة حيث ائتمت بمن لا يصلح للإمامة،وفي ذلك نسبة لبعض الأئمة إلى تكفير وتفسيق، وهذا غير جائز، ولو فرض أنه حُكي عن واحد من الأئمة بعض هذه الحيل المجمع على تحريمها فإما أن تكون الحكاية باطلة، أو يكون الحاكي لم يضبط لفظه فاشتبه عليه فتواه بنفوذها بفتواه بإباحتها مع بُعد ما بينهما، ولو فُرض وقوعها منه في وقت ما فلا بد أن يكون قد رجع عن ذلك، وإن لم يُحمل الامر على ذلك لزم القدح في الإمام وفي جماعة المسلمين المؤتمين به، وكلاهما غير جائز"۔[[16]](#endnote-14)

اور ان حیلوں کسی امام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں،کیونکہ یہ ان کی امامت پر عیب لگانا ہوگا،جو کہ امت پر عیب لگانے کو متضمن ہے،اس حیثیت سے کہ امت نے اس کو امام بنایا جو اس کے لائق نہیں،اور اس میں(یعنی حیلہ کرنے میں) بعض ائمہ کی تکفیر اور تفسیق کی طرف نسبت کی جاتی ہے جو کہ نہ جائز ہے،اور اگر بالفرض کسی نے ائمہ میں سے کسی ایک کی طرف سے بعض حیلوں کا حرمت پر مشتمل ہونا حکایت کیا ہو ،پس یا تو اس کی حکایت باطل ہوگی ،یا حکایت کرنے والے کو اس کے الفاظ پوری طرح یا د نہ ہوں گے جس کی وجہ سے اس پر نفاذ اور اباحت کا فتوی مشتبہ ہوگیا،اور اگر بالفرض اس سے کسی وقت میں اس کا وقوع ہوا بھی ہو،تو یقینا اس نے رجوع ضرور کیا ہوگا،اور اگر معاملہ (یعنی شرعی حیلہ کا )اس (تعبیر )پر محمول نہ کیا گیا تو امام اور مسلمانوں کی مقتدی جماعت پر عیب لازم آئے گا جبکہ یہ دونوں (امور) جائز نہیں ہیں۔

تفریعات

جیسا کہ اوپر کا گزرچکاکہ ائمہ احنافؒ کے نزدیک حدیث اگرچےضعیف ہی کیوں نہ ہو قیاس و رائےسے بہتر ہے،اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ صاحب ِ ہدایہ نے اسی اصل کی روشنی میں چند تفریعات ذکر کی ہیں جو درجہ ذیل ہیں۔

1.والإغماء حدث فی الأحوال کلھا و ھو القیاس فی النوم إلا أنا عرفناہ بالأثر و الإغماء فوقہ فلا یقاس علیہ۔[[17]](#endnote-15)

اور بے ہوش ہونا ہر حالت میں ناپاکی ہے جو کہ قیاس ہےحالتِ نیند میں ،مگر یہ کہ ہم نے اس کو(یعنی نیند کا محدث ہونا ) حدیث کی رُو سے جانا ،جب کہ بے ہو ش ہونا اس سےزیادہ (قوی دلیل )ہے لیکن اس پر قیا س نہ کیا جائے گا۔

2.والقھقھۃفی الصلاۃذات رکوع وسجود،والقیاس أنھالا تنقض،وھو قول الشافعی،لأنہ لیس بخارج نجس،ولھذا لم یکن حدثا فی صلاۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ وخارج الصلاۃ ولنا قولہ علیہ السلام: [ألا من ضحک منکم قھقھۃ فلیعد الوضوء والصلاۃ جمیعا[[18]](#endnote-16) ۔[[19]](#endnote-17)

رکوع اور سجدوں والی نماز میں قہقہہ کرنا (نماز اور وضو دونوں کو توڑ دیتاہے)،جبکہ قیاس کی رو سے نہیں توڑتا ،جو

کہ امام شافعیؒ کا قول ہے، کیونکہ یہ ناپاکی کے نکلنے کا سبب نہیں ہے ۔اور اسی وجہ سے یہ نماز جنازہ ،سجدہ تلاوت اور غیر نمازی کے حق میں ناقض نہیں،اور ہمارے لیے حضورﷺ کا ارشاد :خبردار غور سے سنو ! تم میں سے جو کوئی (نماز میں )قہقہہ کرتے ہوئےہنسے ،تو اسے چاہیے کہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے۔

3.ومسائل البئر مبنیۃ علی اتباع الآثار دون القیاس۔[[20]](#endnote-18)

اور کنویں کے مسائل احادیث کی اتباع پر مبنی ہیں نہ کہ قیاس پر۔

4.وإن حاذتہ امراۃ وھما مشترکان فی صلاۃ واحدۃ فسدت صلاتہ إن نوی الإمام إمامتھا،والقیاس أن لا تفسد،وھو قول الشافعی رحمۃ اللہ علیہ إعتبارا بصلاتھا حیث لا تفسد،وجہ الإستحسان ما رویناہ وإنہ من المشاھیر۔[[21]](#endnote-19)

اور اگر ایک ہی نماز میں کسی مرد کے ساتھ عورت برابر میں کھڑی ہوگئی تب اس کی نما ز ٹوٹ گئی اگرچے امام نے اس کی نیت ہی کیوں نہ کی ہو، جبکہ قیاس یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے ،جو کہ امام شافعیؒ کا قول بھی ہے عورت کی نماز کے فاسد نہ ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے،وجہ الاستحسان وہی ہے جو ہم نقل کر چکے ہیں اور وہ مشاہیر میں سے ہے۔

6.ومن سبقہ الحدث فی الصلاۃ إنصرف فان کان إماما استخلف وتوضا وبنی و القیاس أن یستقبل،وھو قول الشافعی لأن الحدث ینافیھا والمشی والإنحراف یفسد أنھا فأشبہ الحدث العمد،ولنا قولہ علیہ السلام :[من قاء أو رعف أو أمذی فی صلاتہ فلینصرف ولیتوضئا ولیبن علی صلوٰتہ ما لم یتکلم[[22]](#endnote-20)]۔[[23]](#endnote-21)

اورجس شخص کو نماز میں حدث سبقت کر جائے تو وہ پھیر جائے پس اگر یہ شخص امام ہو تو خلیفہ بنا لے اور و ضو کر کے بِنا کرے ، جبکہ قیاس یہ ہے کہ ازسرے نو نماز پڑھے،جو کے امام شافعی ؒ کابھی قول ہے کیونکہ حدث تو نماز کے منافی ہے اور چلنا اور قبلہ سے منحرف ہونا دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں پس یہ حدث مشابہ ہوگیا حدث عمد کے ،اور ہماری دلیل آں حضرتﷺ کا یہ قول ہے کہ:جس کو نماز میں قے ہوئی ،نکسیر پھوٹی یا مذی نکل پڑی تو وہ پھیر جائے اور وضو کرکے اپنی نماز پر بِنا کرے جب تک کلام نہ کیا ہو۔

اور ان کےعلاوہ بھی کئی مثالیں ہیں کہ جن سےصاف ظاہر ہوتا ہےکہ ائمہ احنافؒ کے نزدیک حدیث اگرچےضعیف ہی کیوں نہ ہو قیاس و رائےسے بہتر ہے ،یہاں تک تو امام ابو حنیفہؒ کے فقہی اصول کا بالخصوص اور اکثر ائمہ احنافؒ کا بالعموم جائزہ پیش کیاگیا،اب ہم امام بخاریؒ کے بھی فقہی اصولوں کا جائزہ لیتےہیں،لیکن واضح رہےکہ جہاں تک امام بخاریؒ کے فقہی اور استنباطی اصولوں کا تعلق ہے،تو ان کو سمجھنےکےلیے خود امام موصوفؒ کی کتاب جامع صحیح کی ابواب بندی اور تراجم کامطالعہ انتہائی ضروری ہے،لہذا عندالمحدثین یہ بات کافی مشہور ہےکہ فقہ البخاریؒ فی تراجمہ ،ذیل میں ہم نے ان کے چند بنیادی فقہی اصولوں کو تلاش کرکے جمع کیاہے:

جامع صحیح میں امام بخاری ؒ کے بنیادی اصولِ فقہ واستنباط

امام بخاریؒ کی کتاب"جامع صحیح"کومطالعہ کرنےکےبعدآپؒ کےدرجہ ذیل اصولِ استنباط معلوم ہوئے:

1.اضافت کے عموم کے ساتھ احکامات کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب إذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذالک النساء ومن کان فی البیوت والقری"ہے۔امام بخاری ؒ نے اس باب میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے "ھذا عیدنا أھل الإسلام"[[24]](#endnote-22) کہ یہ اہل اسلام کی عید ہے۔اس حدیث عید کی جو اضافت اہل اسلام کی طرف کی گئی ہے ،امام بخاری ؒ نے اس کے عموم سے استنباط کیا ہے ،حتی کہ انہوں نے عورتوں ،بستی والوں اور معذوروں کے لیے بھی عید کی نماز میں شریک ہونا ثابت کیا ہے۔[[25]](#endnote-23)

2.الفاظ کے عموم سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا:

اس کی مثال ابو ہریرہ کی وہ حدیث ہے کہ جس میں زانیہ لونڈی کی بابت استفسار کیا گیا ، یعنی اگر وہ بار بار زنا کرے اور پاکیزگی اختیار نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ثم إن زنت فلیجلدھا الحد ثم بیعوھا بعد الثالثۃ و الرابعۃ"[[26]](#endnote-24) یعنی پھر اگر وہ زنا کرے تو اس پر حد قائم کر بعد ازاں اگر وہ تیسری اور چوتھی دفعہ زنا کرے تو اس کو بیچ ڈال)،اب امام بخاری ؒ نے لفظ امۃ کے عموم سے مدبر غلام کی بیع و شری کے جواز کا حکم بھی مستنبط کیا ہے،کیونکہ یہ لفظ مدبرہ لونڈی اور دوسری تمام تر لونڈیوں کو شامل ہے۔[[27]](#endnote-25)

3.دلالت النص سے مسئلہ کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب ذکر الملائکۃ" میں وارد یہ حدیث "فإذا خرج الإمام طووا الصحف ویستمعون الذکر"[[28]](#endnote-26)ہے،اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب فرشتے ذکر الٰہی کو سننے کے واسطے اعمال نامے بند کردیتے ہیں ، تب جمعہ کا خطبہ تو بدرجۂ اولی سنتے ہوں گے۔

4. قیاس العلۃ سے مسئلہ کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ" میں وارد وہ حدیث ہے، جس میں اس شخص کی فضیلت آئی ہے جو نماز کا انتظار کرتا ہے حتی کہ ادا کر لیتا ہے یہ شخص اس آدمی سے زیادہ فضیلت والا ہے جو نماز عشاء ادا کر کے سو جاتا ہے ۔[[29]](#endnote-27) یہ حدیث نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر دلالت کرتی ہے ،لیکن امام بخاری ؒ نے اس حدیث سے نماز فجر کو جماعت سےادا کرنے کی فضیلت کو قیاس العلۃ سے مستنبط کیا ہے،اور وہ ایسے کہ جب حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوگیا کہ آدمی نماز عشاء کی جماعت کا انتظار بڑی مشقت سے کرتا ہے ،تو یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز فجر کو جماعت سے ادا کرنے میں زیادہ مشقت ہوتی ہے ،لہذا اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا۔

5. شرع من قبلنا سےاستنباط کرنا:

اس کے بارے میں تو آپؒ خود فرماتے ہیں : "شرع من قبلنا شرع لنا مالم ینکرہ شارعناﷺ"کہ جب تک شارع ﷺ نے ہم سے پہلی شرع پر انکار نہ کیا ہو وہ ہمارے لیے بھی شریعت ہے۔[[30]](#endnote-28)

6. سد الذرائع وإعتبار المقاصد کے تحت مسائل کا استنباط کرنا:

حافظ ابن حجرؒ حدیث ''إنما الأعمال بالنیات" کے تحت لکھتے ہیں: سد الذرائع اور إبطال التحیل پر اس حدیث سے استدلال کرنا قوی دلائل میں سے ہے۔[[31]](#endnote-29)

 7.عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مسئلہ مستنبط کرنا:

امام بخاریؒ عرف کی حجیت کو تسلیم کرتے ہیں۔جس کی مثال یہ ہے:ابو طیبہؓ نے پیشگی طے کیے بغیر نبی کریم  کو سینگی لگائی تو آپؐ نے اس کے لیے کھجور کے ایک صاع کا حکم دیا۔ گویا اس وقت سینگی لگوانے کی اجرت ایک صاع معروف تھی، جسے پہلے طے نہیں کیا گیا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ اس کی شرح کرتے ہوئےلکھتے ہیں: جس طرح اس ترجمۂ باب سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺکے فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپﷺ نے حجام کو مزدوری دی اور آپ نے یہ کام عرف کو مدنظر رکھ کر کیا اور امام حسن بصری بھی ایسا کرتے تھے۔پس مزدوری دینا ان کے ہاں عرف عام تھا۔[[32]](#endnote-30)

ائمہ احناف کےاصولِ استنباط کی بھی بالترتیب مثالیں ملاحظہ ہوں:

1.قرآن کریم سے:

اس کی مثال اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

{یأیھا الذین إمنو إذا قمتم إلی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم الآیۃ}[[33]](#endnote-31) ففرض الطھارۃ غسل الاعضاء الثلاثۃ ومسح الراس بھذا النص،[[34]](#endnote-32)

ترجمہ:اللہ کا فرمان ہے : اے ایمان والوں جب تم نماز قائم کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو اپنے چہروں کو دھو لو...الآیہ،چنانچہ اس نص سے وضو کے فرائض تین اعضا ء(چہرہ،ہاتھ اور پاؤں )کا دھو نا اور سر کا مسح کرناثابت ہوتا ہے۔

2.سنت سے:

اس کی مثال یہ ہے:والمفروض فی مسح الراس مقدار الناصیۃ وھو ربع الراس لما روی مغیرۃ بن شعبۃ أن النبیﷺ...الخ،[[35]](#endnote-33)اور چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت کی وجہ سے کہ ایک دن آپﷺ...الخ۔[[36]](#endnote-34)

3.اجماع سے:

نظام الدین شاشی ؒ(344ھ) اس سلسلے میں لکھتے ہیں"إجماع ھذہ الامۃ بعد ما توفی رسول اللہ ﷺ فی فروع الدین حجۃ موجبۃ للعمل بھا شرعا و کرامۃ لھذہ الامۃ"[[37]](#endnote-35)۔اس کی مثال یہ ہےکہ:رسول اللہﷺ نے صرف دورات تراویح باجماعت پڑھیں، اس کے بعد یہ فرماکر تراویح پڑھنی چھوڑ دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تمہارے اوپر فرض نہ کردی جائے،پھر صحابہ کرامؓ کے مابین عملاً وقولاً اختلاف رہا،پھرحضرت عمرؓ کے زمانہ میں پورے رمضان مواظبت کے ساتھ بیس رکعات باجماعت تراویح پر صحابہ کرامؓ کا اجماع منعقد ہوگیا۔[[38]](#endnote-36)

4.قیاس سے:

اسکی مثال یہ ہے :قیاس حرمۃ اللواطۃ علی حرمۃ الوطی فی حالۃ الحیض بعلۃ الأذی المستفادۃ من قولہ تعالی:{ولا تقربوھن حتی یطھرن[[39]](#endnote-37)}۔[[40]](#endnote-38) ،یعنی حالتِ حیض میں جماع کو بعلت تکلیف کے حرام قراردیاگیا اور اسی علت پر قیاس کرتےہوئے لواطت کو بھی حرام قرار دیا گیا کیونکہ اس صورت تکلیف بھی ہے اور یہ جگہ موضعِ حرث بھی نہیں۔

5.استحسان سے:

اس کی مثال یہ ہےکہ: آپﷺ نے سونےوچاندی کے ظروف کو استعمال کرنے سے منع فرمایاہے،چنانچہ آپﷺنےفرمایا:"ھن لھم فی الدنیاو ھی لکم فی الآخرۃ"[[41]](#endnote-39)،کہ یہ کافروں کے لئے ہیں دنیا میں ،اور تمہارے لیےآخرت میں ہوں گے۔

6.حیلہ شرعی سے:

اس کی مثال یہ ہے: قال الطحاوي عن أبي حنيفة إنه قال من وجد ركازا فلا بأس أن يعطي الخمس للمساكين وإن كان محتاجا جاز له أن يأخذه لنفسه قال وإنما أراد أبوحنيفة أنه تأول أن له حقا في بيت المال ونصيبا في الفيئ فلذلك له أن يأخذ الخمس لنفسه عوضا عن ذلك۔[[42]](#endnote-40)،امام طحا وی ؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا:اگر کسی کو رکاز ملے تو کچھ باک نہیں اس پر کہ اس میں سے خمس مساکین کو دے ،اور اگر وہ خود ہی محتاج ہو، تو اپنے لیے بھی استعمال کر سکتا ہے،اور کہا :ابوحنیفہ کی مراد اس کےحق میں تاویل کرنا ہے بایں طور کہ اس کا بیت المال ،اور مال ِفیئ میں سےحصہ ہے ،چنانچہ اس کے لیے یہ جائز ہے کے اس خمس کو اپنے حصے کے عوض لے لے۔

7.عرف سے:

اور اس کی مثال مساقات ہے۔[[43]](#endnote-41)نیز امام سرخسی کہتے ہیں : "الثابت بالعرف کالثابت بالنص"۔[[44]](#endnote-42)یعنی جو چیز عرف سے ثابت ہو جائے وہ ایسا ہے گویا کہ نص۔

جائزہ ونتائج: Consequences

اب اگراِن دونوں امامین جلیلینؒ کےاصولوں کابغورتحقیقی جائزہ لیاجائےتوکہاجاسکتاہےکہ:

1. امام بخاریؒ کےاصولِ استنباط امام ابوحنیفہؒ سےبالخصوص اور بقیہ ائمہ احناف سےبالعموم مکمل یکسانیت رکھتے ہیں ۔
2. جبکہ امام بخاری ؒ شرعی حیلوں کے قائل نہ تھے ۔
3. اسی طرح امام بخاری ؒ استحسان کے بھی قائل نہ تھے۔

کتابیات

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

1. القرآن الکریم
2. أبو بكر ،أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) ،تاريخ بغداد ،تحقیق الدكتور بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي بيروت،الطبعة الأولى 1422هـ - 2002 م
3. أبوالفضل،شھاب الدین أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (م852ھ)،ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری ،دار المعرفۃ، بیروت ، 1379ھ
4. أبو عبد الله ، شمس الدين، محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ،التحقيق والتعليق عليه: محمد زاهد الكوثري، أبو الوفاء الأفغاني، الناشر: لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالھند،الطبعة: الثالثة، 1408 هـ
5. إبن الصلاح،عثمان بن عبدالرحمن الشھرزوری(م643ھ)،مقدمۃ إبن الصلاح = معرفۃ أنواع علوم الحدیث المکتبۃ الفاروقیۃ،ملتان، باکستان
6. فخر الإسلام ،علي بن محمد البزدوي الحنفی(م482ھ)،أصول البزدوي - كنز الوصول الى معرفة الأصول ،میر محمد کتب خانہ،آرام باغ ،کراتشی
7. محمد بن الحسن بن العربيّ بن محمد الحجوي الثعالبي الجعفري الفاسي (المتوفى: 1376هـ)،الفكر السامي في تاريخ الفقه الإسلامي ،الناشر: دار الكتب العلمية -بيروت-لبنان،الطبعة: الأولى - 1416هـ
8. انور خورشید،حدیث اور اہلِ حدیث ، جمعیۃ اہل سنۃ ،لاہور ،پاکستان
9. إبن قيم ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى: 751هـ)،إعلام الموقعين عن رب العالمين،تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم ،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة:  الأولى،1411هـ - 1991م
10. السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (المتوفى: 911هـ)،عقود الجمان في علم المعاني والبيان وهو نظم لكتاب «تلخيص المفتاح» للخطيب القزويني (المتوفى 739 ه)،تحقيق وضبط: عبد الحميد ضحاالناشر: دار الإمام مسلم للطباعة والنشر والتوزيع، القاهرةالطبعة: الأولى، 1433 هـ - 2012م
11. الشاطبی، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي (المتوفى: 790هـ)،الموافقات، المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان ،الناشر: دار ابن عفان،الطبعة: الطبعة الأولى 1417هـ/ 1997م
12. برھان الدین ،علی بن أبی بکر المرغینانی(م593ھ)،الھدایۃ ، مکتبۃ رحمانیہ،اُردو بازار لاھور، باکستان ،
13. أبو الحسن، علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدار قطني(المتوفى: 385هـ)،سنن الدارقطني،حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم،الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م
14. إبن ماجہ ،أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجہ اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ) سنن ابن ماجه،تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي
15. أبو عبدالله، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي(256ھ) ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللهﷺ وسننه وأيامه = صحيح البخاري۔المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة،الطبعة:

الأولى، 1422ه

1. أبو الفضل، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي (852ھ)،فتح الباري شرح صحيح البخاري،الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379ھ،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي،قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب
2. مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت
3. نظام الدین ،أحمد بن محمد الشاشی(م344ھ)أصول الشاشی مع أحسن الحواشی،مکتبۃ المصباح، اُردوبازار ،لاھور،باکستان
4. جمال الدین ،عبداللہ بن یوسف(762ھ)،نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ مع حاشیۃ بغیۃ الألمعی فی تخریج الزیلعی ، مؤسسۃ الریّان ،بیروت ،1418ھ
5. ملاجیون، أحمد بن أبی سعید (م1130ھ)، نورالأنوار فی شرح المنار، مرکز الإمام البخاری،صادق آباد،باکستان
6. أبوجعفر،أحمد بن محمد الطحاوی(م321ھ)، شرح معاني الآثار ، عالم الکتب،بیروت،1414ھ
7. السرخسی ،محمد بن أحمد(م483ھ)، المبسوط فی الفقہ الحنفی ، 1406ھ، دار المعرفۃ، بیروت
8. القدوری ،احمد بن محمد(م428ھ)، مختصر القدوری فی الفقہ الحنفی، دارلکتب العلمیۃ،بیروت

حواشی

1. \* پی ایچ ڈی ا سکالر،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی،اسلامیہ کالج یونیورسٹی،پشاور [↑](#footnote-ref-1)
2. \*\* اسسٹنٹ پروفیسر،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی،اسلامیہ کالج یونیورسٹی،پشاور [↑](#footnote-ref-2)
3. -آپؒ کا پورا نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہے،آپؒ کی تاریخ پیدائش 80ھ اور تاریخ وفات 150ھ ہے،اورائمہ اربعہ میں سے آپؒ سب سے بڑے امام ہیں،امام جرح وتعدیل یحی بن معینؒ(233ھ) آپؒ کی تعدیل کے بارے میں "ثقۃ ثقۃ" کےالفاظ فرماتےتھے۔(أبو بكر ،أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) ،تاريخ بغداد ،تحقیق الدكتور بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي بيروت،الطبعة الأولى 1422هـ - 2002 م،ج15،ص571،رقم7249) [↑](#endnote-ref-1)
4. -آپؒ کااسمِ گرامی محمد بن اسماعیل ،کنیت ابوعبداللہ اوربخاری آپؒ کی کنیت ہے،نیزامام موصوف ؒ کی پیدائش 13شوال 194ھ ،بعد از نمازِ جمعہ ہوئی،جب کہ یکم شوال 256 ھ تر یسٹھ /63 سال کی عمر میں دنیائے فانی سے روپوش ہوگئے۔جب کہ أمیرالمؤمنین فی الحدیث کے لقب سے ملقب ہیں۔(أبوالفضل،شھاب الدین أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (م852ھ)،ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری ،دار المعرفۃ، بیروت ، 1379ھ ،ص71) [↑](#endnote-ref-2)
5. - أبو عبد الله ، شمس الدين، محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ،التحقيق والتعليق عليه: محمد زاهد الكوثري، أبو الوفاء الأفغاني، الناشر: لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالھند،الطبعة: الثالثة، 1408 هـ،ص30 [↑](#endnote-ref-3)
6. - إبن الصلاح،عثمان بن عبدالرحمن الشھرزوری(م643ھ)،مقدمۃ إبن الصلاح = معرفۃ أنواع علوم الحدیث المکتبۃ الفاروقیۃ،ملتان،باکستان، ص23 [↑](#endnote-ref-4)
7. -(ا): الخطيب البغدادي،تاريخ بغداد،ج13،ص368

   (ب): فخر الإسلام ،علي بن محمد البزدوي الحنفی(م482ھ)،أصول البزدوي - كنز الوصول الى معرفة الأصول ،میر محمد کتب خانہ،آرام باغ ،کراتشی،س ن،ص3 - 5

   (ت): محمد بن الحسن بن العربيّ بن محمد الحجوي الثعالبي الجعفري الفاسي (المتوفى: 1376هـ)،الفكر السامي في تاريخ الفقه الإسلامي ،الناشر: دار الكتب العلمية -بيروت-لبنان،الطبعة: الأولى - 1416هـ 1995م،ج2،ص132 [↑](#endnote-ref-5)
8. - انور خورشید،حدیث اور اہلِ حدیث ، جمعیۃ اہل سنۃ ،لاہور ،پاکستان،2009،ص87 [↑](#endnote-ref-6)
9. - إبن قيم ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى: 751هـ)،إعلام الموقعين عن رب العالمين،تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم ،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة:  الأولى،1411هـ 1991م، ج1، ص77 [↑](#endnote-ref-7)
10. - (ا): السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (المتوفى: 911هـ)،عقود الجمان في علم المعاني والبيان وهو نظم لكتاب «تلخيص المفتاح» للخطيب القزويني (المتوفى 739 ه)،تحقيق وضبط: عبد الحميد ضحاالناشر: دار الإمام مسلم للطباعة والنشر والتوزيع، القاهرةالطبعة: الأولى، 1433 هـ - 2012 م،ص242

    (ب): محمد بن الحسن،الفکرالسامی فی تاریخ الفقہ الإسلامی،ج2،ص135 [↑](#endnote-ref-8)
11. - (ا): علي بن محمد البزدوي،أصول البزدوي ،ص3

    (ب): الشاطبی، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي (المتوفى: 790هـ)،الموافقات، المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان ،الناشر: دار ابن عفان،الطبعة: الطبعة الأولى 1417هـ/ 1997م،ج4،ص4 [↑](#endnote-ref-9)
12. - محمد بن الحسن،الفکرالسامی فی تاریخ الفقہ الإسلامی،ج2،ص136 [↑](#endnote-ref-10)
13. - علي بن محمد البزدوي،أصول البزدوي ،ص5،275 [↑](#endnote-ref-11)
14. - محمد بن الحسن،الفکرالسامی فی تاریخ الفقہ الإسلامی،ج2،ص138 [↑](#endnote-ref-12)
15. - أیضاً،ج2،ص142 [↑](#endnote-ref-13)
16. - إبن قيم،إعلام الموقعين، ج5،ص99 [↑](#endnote-ref-14)
17. - برھان الدین ،علی بن أبی بکر المرغینانی(م593ھ)،الھدایۃ ،مکتبۃ رحمانیہ،اُردو بازار لاھور، باکستان ، کتاب الطھارۃ،ج1،ص26 [↑](#endnote-ref-15)
18. - أبو الحسن، علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدار قطني(المتوفى: 385هـ)،سنن الدارقطني،حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم،الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م، باب أحاديث القهقهة في الصلاة وعللها،ج1،ص306،رقم622 [↑](#endnote-ref-16)
19. - برھان الدین،الھدایۃ،کتاب الطھارۃ،ج1،ص26 [↑](#endnote-ref-17)
20. - أیضاً،کتاب الطھارۃ،ج1،ص41 [↑](#endnote-ref-18)
21. - أیضاً،کتاب الصلاۃ،ج1،ص124 [↑](#endnote-ref-19)
22. - إبن ماجہ ،أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجہ اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ) سنن ابن ماجه،تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي،كتاب إقامة الصلاة والسنة فيھا،باب ماجاء فی البناء علی الصلاۃ،ج1،ص385،رقم1221 [↑](#endnote-ref-20)
23. - أیضاً،کتاب الصلاۃ،ج1،ص128 [↑](#endnote-ref-21)
24. -أبو عبدالله، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي(256ھ)،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه = صحيح البخاري۔المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة،الطبعة: الأولى، 1422هـ ، باب: إذا فاته العيد يصلي ركعتين، وكذلك النساء، ومن كان في البيوت والقرى،ج2،ص23 [↑](#endnote-ref-22)
25. -أبو الفضل، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي(852ھ)،فتح الباري شرح صحيح البخاري،الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379ھ،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي،قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب،ج2،ص475 [↑](#endnote-ref-23)
26. - الإمام البخاری،الجامع الصحیح،کتاب البیوع، باب بیع المدبر،ج3،ص83،رقم2234 [↑](#endnote-ref-24)
27. - إبن حجر العسقلانی،فتح الباري شرح صحيح البخاری ،ج4،ص423 [↑](#endnote-ref-25)
28. - الإمام البخاری،الجامع الصحیح،کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ،ج4،ص111،رقم3211 [↑](#endnote-ref-26)
29. - أیضاً،کتاب الأذان،باب فضل صلاة الفجر في جماعة ،ج1،ص131،رقم651 [↑](#endnote-ref-27)
30. - إبن حجر العسقلانی،فتح الباري شرح صحيح البخاری ،ج3،ص363 [↑](#endnote-ref-28)
31. - أیضاً،ج15،ص360 [↑](#endnote-ref-29)
32. - أیضاً،ج4،ص498 [↑](#endnote-ref-30)
33. - المائدۃ: 6 [↑](#endnote-ref-31)
34. - برھان الدین،الھدایۃ،کتاب الطھارۃ،ج1،ص17 [↑](#endnote-ref-32)
35. - مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ)،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت ،کتاب الطھارۃ،باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ،ج1،ص231،رقم247 [↑](#endnote-ref-33)
36. - برھان الدین،الھدایۃ،کتاب الطھارۃ،ج1،ص18 [↑](#endnote-ref-34)
37. -نظام الدین ،أحمد بن محمد الشاشی(م344ھ)أصول الشاشی مع أحسن الحواشی،مکتبۃ المصباح، اُردوبازار، لاھور، باکستان*،* ص78  [↑](#endnote-ref-35)
38. - جمال الدین ،عبداللہ بن یوسف(762ھ)،نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ مع حاشیۃ بغیۃ الألمعی فی تخریج الزیلعی ، مؤسسۃ الریّان ،بیروت ،1418ھ،ج1،ص355 [↑](#endnote-ref-36)
39. - البقرۃ:222 [↑](#endnote-ref-37)
40. - ملاجیون، أحمد بن أبی سعید (م1130ھ)، نورالأنوار فی شرح المنار، مرکز الإمام البخاری،صادق آباد، باکستان، 1419ھ، ج1،ص15 [↑](#endnote-ref-38)
41. - الإمام البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الأشربۃ، باب الشرب فی آنیۃ الذھب،ج7،ص 112، رقم5632 [↑](#endnote-ref-39)
42. - أبوجعفر،أحمد بن محمد الطحاوی(م321ھ)، شرح معاني الآثار ، عالم الکتب،بیروت،1414ھ، ج2،ص180 [↑](#endnote-ref-40)
43. - القدوری ،احمد بن محمد(م428ھ)، مختصر القدوری فی الفقہ الحنفی، دارلکتب العلمیۃ،بیروت، 1418ھ،ص144 [↑](#endnote-ref-41)
44. - السرخسی ،محمد بن أحمد(م483ھ)، المبسوط فی الفقہ الحنفی ، 1406ھ، دار المعرفۃ، بیروت ، ج4،ص9 و ج15،ص11

    [↑](#endnote-ref-42)